

١٣١٨ هـ

راغب التغافل

عن الإمام أبي يوسف

شيخ الإسلام إمام أهل السنة والجماعة العلامة المجدد

الإمام أحمد رضا خان الحنفي القادرية البريلوي

١٢٧٢ - ١٣٤٠ هـ

RIDAWI
رضا
PRESS

ضروری نوٹ



فتاویٰ رضویہ شریف کا دوسرا ایڈیشن علامہ مفتی عبد القیوم ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے شاگرد رشید علامہ حافظ عبد التاریخ سعیدی حفظہ اللہ تعالیٰ کی سرپرستی میں رضا فاؤنڈیشن لاہور نے 30 صفحیں جلدیوں میں شائع کیا تھا جس میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رضی اللہ عنہ کے 206 رسائل بھی شامل کر دئے گئے تھے۔ اس مطبوعہ فتاویٰ کا مصورہ یعنی ڈیجیٹل Digital نسخہ (PDF) بھی بعض حضرات کی کاموں سے اثرنیٹ پر فراہم کر دیا گیا ہے۔ اسی PDF سے یہ رسالہ ماخوذ ہے اور رضوی پرنس (Ridawi Press) نے محض اخراج کا کام کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان تمام علماء کرام اور ان کے معاونین کو جزائے خیر عطا فرمائے جن کی انتہک کوششوں کا نتیجہ تھا کہ فتاویٰ رضویہ کا جدید ایڈیشن منظر عام پر آیا۔ دعاوں کے حقدار وہ حضرات بھی ہیں جن کے مسامی جیلے کے سبب فتاویٰ مبارکہ کے (PDF) تک ہر خاص و عام کی رسائی ہوئی جزاً حم الْجَزَاء

رسالہ

ردع التعسف عن الامام ابی یوسف

۱۳۵

(جیلہ زکوٰۃ کے بازی میں امام ابو یوسف پر غیر مقلدین کے اعتراض کا رد)

مرکمہ اذگونڈہ مک اوڈھ مدرسہ اسلامیہ مرسلہ حافظ عبد اللہ صاحب مدرس مذکور ۱۴ جمادی الآخرہ ۱۳۱۸
 کتاب غفر المبین مؤلفہ محقق مجید الدین غیر مقلد میں لکھا ہے کہ جناب قاضی ابو یوسف صاحب آخر سال پر اپنا مال
 اپنی بی بی کے نام ہبہ کر دیا کرتے تھے اور اس کا مال اپنے نام ہبہ کرایا کرتے تھے تاکہ زکوٰۃ ساقط ہو جائے، یہ بات
 کسی نے امام ابوحنیفہ صاحب سے نقل کی انہوں نے فرمایا کہ یہ اُن کے فقہ کی جمیت سے ہے اور درست فرمایا، چنانچہ
 اس امر کو ایک عالم صاحب مقلد نے بھی تصدیق کیا بلکہ یہ کہا اس معاملے کو امام بخاری صاحب نے بھی درج کتاب کیا ہے
 اور بہت نفت کے ساتھ لکھا ہے اس کی تشریع و توضیح مدلل ارشاد فرمائی جاتے۔

الجواب

بسم الله الرحمن الرحيم

اے اللہ تیرے ہی یئے حمد ہے - تمام انبیاء علیہم السلام
 کے سر را ہ پر صلوٰۃ وسلام ، ان کی آل واصحاب اور باقی
 تمام اصنیعاء پر بھی - اے اللہ ! میں آپ سے آپ کی

اللهم لك الحمد صل و سلم على سيد
 انبیائک وآلہ وصحبہ وسائز
 اصفیائک اسألک جنیک و حبت

مجت، آپ کے محبوبوں کی مجت اور آپ کے تمام دوستوں کے ساتھ خُنِ ادب کا سوال کرتا ہوں، اور آپ کے غصب، ناراضگی اور گرفت سے پناہ مانگتا ہوں (ت)

اجمائک و حسن الادب مع جمیع اولیائیک و اعوذ بک من غضبک و سخطک و سوء بلائک۔

اوّلًا صحیح بخاری شریعت میں اول تا آخر کہیں اس حکایت کا پتا نہیں کہ امام ابو یوسف اس کے عامل تھے امام اعظم مصطفیٰ ہوتے، امام بخاری نے صرف اس قدر لکھا کہ بعض علماء کے نزدیک اگر کوئی شخص سال تمام سے پہلے مال کو ہلاک کر دے یا دے ڈالے یا بیع پر بدل لے کر زکوٰۃ واجب نہ ہونے پائے تو اس پر کچھ واجب نہ ہو گا، اور ہلاک کر کے مر جائے تو اس کے مال سے کچھ نہ لیا جائے گا، اور سال تمام سے پہلے اگر زکوٰۃ ادا کر دے تو جائز و روا۔ ان کی عبارت یہ ہے :

بعض لوگوں نے کہا ہے کہ ایک سو بیس اونٹوں میں دو حصہ ہیں اور اگر انھیں عمدًا ہلاک کر دیا یا انھیں کسی کو ہسپہ کر دیا یا زکوٰۃ سے بھاگنے کے لیے کوئی حیلہ کر لیا تو اب مالک پر زکوٰۃ نہیں ہو گی (ت)

بعض لوگوں نے اس شخص کے بارے میں کہا جس کے پاس اونٹ ہو وہ ڈرتا ہے کہ کہیں اس پر صدقہ لازم نہ ہو جائے پس وہ زکوٰۃ سے فرار اور حیلہ کرتے ہوئے ایک دن پہلے اس کی مثل اونٹوں سے بیع دیتا ہے یا بکری یا گائے یا دراہم کے عوض بیع دیتا ہے تو اب اس پر کوئی شے لازم نہیں، اور وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ اگر مالک نے اپنے اونٹ کی زکوٰۃ سال گزرنے سے ایک دن یا سال پہلے زکوٰۃ دے دی تو ادا ہو جائیگی۔ (ت)

بعض لوگوں نے کہا جب اونٹ بنیں ہو جائیں تو اس

وقال بعض الناس في عشرین وما ثناه بغير حقائق فان اهلكها متعمداً و هبها او احتال فيها فرار من الزكوة فلا شئ عليه

پھر کہا :

وقال بعض الناس في سجل له ابل فخاف ان تجب عليه الصدقة فباعها بابل مثلها او بقى او بمقبر او بدر ابراهيم فراسها من الصدقة بيوم واحتيالاً فلا شئ عليه وهو يقول ان سرکي ابله قبل ان يحول الحول بيوم او بسنة جازت عنه

پھر کہا :

وقال بعض الناس اذا بلغت الابل عشرين

له وله صحیح البخاری کتاب الحیل باب فی الزکوة والآیفۃ الخ قدیمی کتب غانہ کراچی ۱۰۲۹/۲

میں چار بگریاں لازم ہوں گی، اب اگر استفاذہ کو کیلئے جیلہ کرتے ہوئے سال گزرنے سے پہلے ان اونٹوں کو ہبہ کر دیا تو اب کوئی شے لازم نہ ہوگی، اسی طرح اگر مالک نے ہلاک کر دیا اور مالک فوت ہو گیا تو اس کے مال میں کوئی کشی لازم نہ ہوگی۔ (ت)

فیقيه اربع شیاء فان و هبها قبل الحول او باعها فراسا او احتیا لا لاستقاط النكوة فلا شيء عليه وكذلك ان اتفقا فمات فلا شيء في ماله.

اس میں نہ اُس حکایت کا کہیں نشان، نہ امام اعظم خواہ امام ابو یوسف کا نام، ایک مسئلہ میں بعض علماء رکھا فرمدہ ہب نقل کیا ہے کہ کوئی ایسا کرے تو اس پر کچھ واجب نہ ہو گا۔
ثانیاً ہمارے کتب مذہب نے اس مسئلہ میں امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ تعالیٰ کا اختلاف نقل کیا اور صاف تکھ دیا کہ فتویٰ امام محمد کے قول پر ہے کہ ایسا فعل جائز نہیں۔ تنزیر الابصار و در محنت و در وغیر و جوہر و غیرہ میں ہے:

پہلی دو نوں کتب کی عبارت یہ ہے (ثبتوت شفعہ کے بعد استفاذہ کے لیے جیلہ کرنا بالاتفاق مکروہ ہے) مثلاً شیعہ کے لیے یہ کہنا کہ وہ چیز آپ مجھ سے فریدیں۔ اسے برازی نے ذکر کیا (لیکن ابتداء عدم ثبوت کے لیے جیلہ کرنا امام ابو یوسف کے نزدیک مکروہ نہیں، اور امام محمد کے ہاں مکروہ ہے شفعہ میں امام ابو یوسف کے قول پر فتویٰ ہے) سراجیہ میں اس قید کا اضافہ ہے کہ بشرطیکہ پڑوسی اس کا محنت نہ ہو، محشی اشیاء نے اسے پسند کیا ہے اور زکوٰۃ، حجج اور آیت سجدہ میں (اس کی ضرر بھی کراہت پر فتویٰ ہے، جوہرہ (ت)

واللقط للا ولین (تکرہ الحیلة لاستقاط الشفعة بعد ثبوتها وفاق) کقوله للشیعہ اشترا من ذکرہ البزاری (واما الحیلة لدفع ثبوتها ابتدأ فعند ابی یوسف لاتکرہ وعند محمد تکرہ، ويفتی بقول ابی یوسف في الشفعة) عقیدة في السراجية بما ذكره العجار غير محتاج اليه واستحسنة محسنة الاشباه (وبضده) وهو الكراهة (في النكوة) والحجج وأية المسجدۃ جوہرہ.

رد المحتار میں شرح در البخاری سے ہے: هذا التفصیل حسنٌ (یتفصیل خوبصورت ہے) - ت (غزالی)

لله صالح البخاری كتاب الحيل باب في الزكوة والآيفرق بين مجتمع الن	تقديمي كتاب خانه كراجي	١٠٢٩ / ٢
لله در مختار كتاب الشفعة	باب ما يطلبها	٢١٦ / ٢
لله روى المختار	"	١٠٣ / ٥

فتویٰ حیله استقاط زکوٰۃ کے عدم جواز پر ہے اور یہی امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے، اور اسی پر اعتماد ہے (ت)

میرے نزدیک مختار یہ ہے کہ شفعہ میں حیله مکروہ نہیں لیکن زکوٰۃ میں مکروہ ہے۔ (ت)

میں ہے :
الفتویٰ علی عدم جواز الحیله لاستقطاط الزکوٰۃ و هو قول محمد بن حمہ اللہ تعالیٰ
وهو المعتمد بـ

مجمع الانہر میں شرح الحنفی للعینی سے ہے :
المختار عندی ان لا تکرہ في الشفعة دون
الزنکوٰۃ۔

ان دونوں کی عبارت یہ ہے : استقطاط شفعہ و زکوٰۃ کے لیے حیله امام ابو یوسف کے نزدیک مکروہ نہیں لیکن امام محمد کو اس میں اختلاف ہے پہلے (شفعہ) میں پہلے امام (ابو یوسف) کے قول پر اور دوسرے (زنکوٰۃ) میں دوسرے امام (محمد) کے قول پر فتویٰ ہے۔ (ت)

امام الائمه سراج الامم حضرت سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مذہب بھی یہی مذہب امام محمد ہے کہ ایسا فعل منوع و بد ہے۔ غمز العيون میں تاتار خانیہ سے ہے :
کان ذلك مكر وها عند الاما م و محمد

یہ (حیله) امام اعظم اور امام محمد دونوں کے نزدیک مکروہ ہے۔ (ت)

تو امام کی طرف وہ نسبت تصویب کہ انہوں نے فرمایا (ابو یوسف نے درست فرمایا) خود مذہب امام کے صریح خلاف ہے۔

ثالثاً بلکہ غرائب المفتین میں فتاویٰ حکمری سے ہے :

لهم غمز عيون البصار

الفتن الخامس من الاشباه والنظائر الخ ادارة القرآن و العلوم الاسلامية کراچی ۲۹۲/۲

لهم مجمع الانہر شرح ملتقی الاجر فصل و تبیل الشفعة تبلیغہ کل ابعض دار احیاء التراث العربي بیروت ۳۸۶/۲

لهم شرح الوقایۃ کتاب الشفعة باب ما ہی فیہ الخ مطبع یوسفی لخنثو ۳۰/۳

لهم غمز عيون البصار

الفتن الخامس من الاشباه والنظائر وہون الحیل ادارة القرآن و العلوم الاسلامیہ کراچی ۲۹۲/۲

ثبتت کے بعد ابطال شفعتی کے لیے جیلہ کرنا مکروہ ہے کیونکہ یہ حق واجب کو باطل کرنا ہے لیکن ثبوت سے پہلے جیلہ میں کوئی حرج نہیں اور یہی مختار ہے اور وجوب زکوٰۃ میں رکاوٹ کے لیے جیلہ کرنا بالاجماع مکروہ ہے۔

یہاں سے ثابت کہ ہمارے تمام ائمہ کا اس کے عدم جواز پر اجماع ہے، حضرت امام ابو یوسف بھی مکروہ رکھتے ہیں منوع و ناجائز جانتے ہیں کہ مطلق کراہیت کراہیت تحریم کے لیے ہے خصوصاً نقل اجماع کر یہاں ہمارے سب ائمہ کا مذہب متعدد تاریخی ہے اور شک نہیں کہ مذہب امام اعظم و امام محمد اس جیلہ کا ناجائز ہونا ہے، غزا العیون کے لفظ سُنْ چکے کہ صاف عدم جواز کی تصریح ہے **ا قول اگر بینظا فرنقول خلاف بغرض توفیق اس روایت اجماع میں کراہیت کو معنی اعم پر حل کریں،**

**فربیات جعی کذا کقولهم فی الصلة کرہ
کذا کدا او ارادوا بہ المکروهات
من القسمین۔**

تو کبھی یوں بھی آتا ہے جیسا کہ فتحہ کامنماز کے باب میں کہنا کہ فلاں فلاں چیز مکروہ ہے اور مکروہات کی دونوں قسموں کو مراد لیتے ہیں (ت)

تو حاصل یہ ہو گا کہ اس جیلہ کے مکروہ و ناپسند ہونے پر ہمارے ائمہ کا اجماع ہے، خلاف اس میں ہے کہ امام ابو یوسف مکروہ تنزہی فرماتے ہیں اور امام اعظم و امام محمد مکروہ تحریمی۔ اور فقیر نے بچشم خود امام ابی یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی متواتر کتاب مستطاب الخراج میں یہ عبارت شریفہ مطالعہ کی (مطبع میری بولاق مصر صفحہ ۳۵)؛
 یعنی امام ابو یوسف فرماتے ہیں کسی شخص کو جو اللہ و
 قیامت پر ایمان رکھتا ہو یہ حلال نہیں کہ زکوٰۃ نہ دے
 یا اپنی ملک سے دوسریں کی ملک میں دے دے جس سے
 ملک متفرق ہو جائے اور زکوٰۃ لازم نہ آئے کہ اب ہر ایک
 کے پاس نصاب سے کم ہے اور کسی طرح کسی صورت
 ابطال زکوٰۃ کا جیلہ نہ کرے، ہم کو ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ
 عنہ سے حدیث پہنچی ہے کہ انہوں نے فرمایا زکوٰۃ نہ دینے والا
 مسلمان نہیں رہتا، اور جو زکوٰۃ نہ دے اس کی

قال ابو یوسف رحمہ اللہ لا يحل لرجد
 يؤمن بالله واليوم الآخر منع الصدقة و
 لا اخراجها من ملكه الى ملك جماعة
 غيرة ليفرقها بذلك فتبطل الصدقة
 عنها بان يصيرون كل واحد منهم من الابل
 والبقر والغنم ما لا يجيء فيه الصدقة و
 لا يحتال في ابطال الصدقة بوجه ولا سبب
 بل غنا عن ابن مسعود رضي الله تعالى عنه

لِهِ خزانةَ الْمُفْتَينَ

انه قال ماما نع الزكوة يمسلاه ومن لم يؤدها نماز مردود ہے۔

فلا صلوٰة له

رساً بعَادَ يَرْحَمَيْتُ كُسْيِيْ سَنْدَ مَسْتَنْدَ سَهْ تَابْتُ نَهْيَنْ، اُورْبَلْ سَنْدَ مَذْكُورْ رَهْنَانْ طَعْنَ كَيْ لَيْيَهْ نَفْعَ فَسَكَّيْ

وہ بھی ایسی کتاب میں خصوصاً جس میں تزوہ حدیث نبود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف ایسی مفہوم میں ہیں جن کی نسبت ائمۃ حدیث نے جرم کیا کہ باطل و مرضی و مکذوب ہیں۔

ہر فن کے ماہرین ہیں اور تمام ماہرین میں خطہ کا امکان ولکل فن سرجال و نکل سرجال مجال و یا بیت اللہ العصمة الالکلامہ و کلام رسولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کلام ہی کو عطا اپنے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کلام ہی کو عطا فرماتی ہے۔ (ت)

مجتہد کے اجتہاد میں کسی فعل کا جواز آنا اور بات اور خود اس کا مترکب ہونا اور بات، یہ اساطین دین انہی بارہ اعوام کے لیے رخصت بتاتے اور خود عزیمت پر عمل کرتے، سیدنا امام اعظم امام الامم سراج الامر کا شفت الغمہ مالک الازم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

لَا حِرْمَةَ النَّبِيْذَ الشَّدِيدَ دِيَانَةَ وَلَا اشْرِبَهُ
مِنْ نَبِيْذَ كُوْدِيَانَةَ حَدَّامَ نَهِيْسَ كَهْتَ لِكِنَ مَرَوْتَا
اَسَهْ پِيَّاَ نَهِيْسَ هُوْوَ۔ (ت)

آن کے شاگرد کے شاگرد محمد بن مقائل رازی کہتے ہیں:

لَا عَطِيَتَ الدُّنْيَا بِحَذَافِيرِهَا مَا شَرِبَتِ
الْمَسْكُرِ يَعْنِي نَبِيْذَ التَّمْرِ وَالنَّبِيْبِ وَلَوْ
اعْطِيَتِ الدُّنْيَا بِحَذَافِيرِهَا مَا فَتَيَّتَ بِأَنَّهِ
حَرَامٌ، ذَكَرَهُ الْأَمَامُ البَخَارِيُّ فِي الْخَلاصَةِ۔

میں اس کا ذکر کیا ہے۔ (ت)

خامسًا امام حجۃ الاسلام غزالی قدس سره الشریف احیاء العلوم الشریف میں فرماتے ہیں:

فَإِنْ قِيلَ هَلْ يَجُوزُ لَعْنَ يَزِيدَ لَانَهُ قَاتِلُ
الْحَسِينِ وَأَمْرِيهِ قَلَنَاهُ هَذَا لِمَ يَثْبِتُ
أَصْلَادُ فَلَا يَجُوزُ اتِّيَقَالُ أَنَّهُ قُتُلَ
أَوْ أَمْرِيهِ مَا لَمْ يَثْبِتْ فَضْلًا عَنِ اللَّعْنَةِ لَانَهُ

قاتل یا اس کا آمر نہ کہا جائے پھر جائیکہ اس پر دعویٰ کی جائے کیونکہ بغیر تحقیق کسی مسلمان کی طرف کبیرہ گناہ کی نسبت کرنا جائز نہیں، ہاں یہ کہنا جائز ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ابن محبم اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ابو لولو نے شہید کیا کیونکہ یہ تو اتر سے ثابت ہے تو بغیر تحقیق کسی مسلمان کی طرف فتنت یا کفر کی نسبت کرنا ہرگز جائز نہیں۔

اقول یہ فعل کہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ سے حکایت کیا جاتا ہے آیا خطاء اجتہادی ہے یا اس کی قابلیت نہیں رکھتا بلکہ معاذ اللہ عمدًا افراضیۃ اللہ سے معاذت ہے، برتعذیر اول اس سے طعن کے کیا معنی مجتہد اپنی خطاء پر ثواب پاتا ہے اگرچہ صواب کا ثواب دونا ہے، اور اگر عیاذًا باللہ شتن شانی فرض کی جائے تو فرض خود سے معاذت قطعاً کبیرہ ہے خصوصاً وہ بھی بر سبیل عادت جو (کہ دیا کرتے تھے) کا مفاد ہے خصوصاً اس زعم کے ساتھ کہ آخرت میں اس کا ضرر ہرگناہ سے زائد ہے تو معاذ اللہ اکبر الکبائر ہوا پھر کیونکہ حلال ہو گیا کہ ایسے سخت کبیرہ شدید نہ کبیرہ بلکہ اکبر الکبائر کو ایک مسلمان نہ صرف مسلمان بلکہ امام مسلمین کی طرف بلا تو اتر نہ فقط بلے تو اتر بلکہ محض بلا سند صرف حکیم کی بنابر نسبت کر دیا جائے۔ سبحان اللہ! نیز یہ پلید کی طرف تو یہ نسبت ناجائز و عرام ہو کہ اس نے امام مظلوم سیدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کرایا اس لیے کہ اس کا حکم دینا اس خبیث سے متواتر نہیں اور سیدنا امام ابو یوسف رحمہ اللہ علیہ کی طرف ایسی شدید عظیم بات نسبت کرنا حلال ٹھہرے حالانکہ تو اتر چھوڑ اصلًا کوئی ٹوٹی چھوٹی سند بھی نہیں۔

اب جنت پر جنت کے ساتھ جنت نام ہو گئی اور امام الحجۃ کا دامن پاک ہو گیا اور کامل جنت اللہ تعالیٰ کے لیے ہی ہے، ہر شہسوار کو گرنا اور ہر تلوار گُشہ ہونا ہے اور ہر عالم کو لغزش کا سامنا ہے

امام دارالحجۃ عالم مدینہ سیدنا امام مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پچ فرمایا کہ ہر ایک کا قول مانخذذ بھی ہو سکتا ہے اور مرد و دبھی ماسوائے اس قبر کے مکین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے

لاتجون نسبتہ مسلم الکبیرہ من غیر تحقیق نعم یجوز ان یقال قتل ابن ملجم علیاً و قتل ابو لولو عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فان ذلك ثبت متواترا فلا یجوز اس یرمی مسلم بفسق و کفر من غیر تحقیق لب

فقد تمت الحجة بالحجۃ على الحجۃ و ظهر به ذیل امام الحجۃ والله الحجۃ البالغة ولكل جواد کبوۃ ولكل صارم نبوۃ ولكل عالم هفوۃ ولقد صدق امام دارالهجرة عالم المدینۃ سیدنا الامام مالک بن انس رحمة اللہ تعالیٰ اذی يقول كل ما خوذ من قوله ومرد و دعليه الا صاحب هذا القبر صلى الله تعالیٰ عليه وسلم الا

بلاشبہ وہ لوگ جن کے دلوں میں
ٹیڑھ ہے وہ ان ہفوات کی اتباع کرتے ہیں جیسے بھی
وہ ظاہر ہوں اور اس سے دین میں فتنہ پرپاک کے
مسلمانوں کے دلوں کو ایذا دیتے ہیں، ان سکشوں اور
مردود باغیوں کے خلاف اللہ تعالیٰ مدد فرمائے والا ہے۔

ان الذين في قلوبهم شرارة فيتبعون هفوات
بدرات مهمن درات يبتغون الفتنة في الدين
وايذاء قلوب المسلمين والله المستعان على
الطاغين والمردة الباغين ولا حول ولا قوة
الإبا الله العلي العظيم۔

سادساً مجرد استقباح واستبعاد بے دلیل شرعی مسموع نہیں، نہ احکام زہرا حکام شرع پر حاکم،
نماز میں قلت خشوع کو اہل سلوک کیا کیا سخت و شنیع مذمتوں نہیں کرتے، ایسی نماز کو باطل و مہمل و فاسد و مغلل
سمجھتے ہیں۔ اور فقہار کا اجماع ہے کہ خشوع نہ رکن نماز ہے نہ فرض نہ شرط، مانحن فیہ کا محل اجتہاد نہ ہونا مخالف
ئے نہ بتایا نہ قیامت تک بتا سکتا ہے، پھر اجتہاد مجتہد پر طعن کیا معنی رہا، فعل اگر بغرض غلط ایک آدھ بار و قوع
بسنے معمد ثابت بھی ہو جائے تو کرنے میں زین آسمان کابل ہے، نہ کان یافع تکار میں نص، کما
بیتہا فی التاج المکلل فی اناسۃ مدلول کان یافع (جیسا کہ ہم نے اس پانے سالہ التاج المکلل فی اناسۃ مدلول کان
یافع میں بیان کیا ہے) واقعہ حال محتمل صد احتمال ہوتا ہے عوض ضرورت یا امراہم یا کچونہ سی تو بیان جواز ہی کہ
فعلًا قولًا سے اکمل و اتم اور (یہ اُن کی فقہ سے ہے) تصویب نہیں، اس کے معنی اس قدر کہ یہ اُن کا اجتہاد ہے
جس کا حاصل صرف منع طعن ہے کہ مجتہدا پانے اجتہاد پر ملام نہیں، جس طرح حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ
تعالیٰ عنہا نے عکر مرد کو جب اُنھوں نے امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شکایت کی کہ وتر کی ایک رکعت پڑھی جواب
دیا دعہ فانہ فقیہ اُنھیں کچونہ کہہ کر وہ مجتہد ہیں سرواہ البخاری (اے بخاری نے روایت کیا۔ ت)
پاں دربارہ تصویب و تصدیق یہ حکایت گتب میں منقول ہے کہ امام زین الملہ والدین ابو بکر خواب میں زیارت
اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مشرف ہوتے کسی شافعی المذهب نے امام ابو یوسف کا یہ
قول حضور کے سامنے عرض کیا، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، ابو یوسف کی تجویز حق ہے،
یا فرمایا درست ہے۔ شرح نقاہ میں ہے :

اس کی تائید وہ واقعہ ہوتا ہے جو بھارے نزدیک
صحت کے ساتھ ثابت ہے کہ اپنے وقت کے
افضل العلماء، اکمل العرفاء، زین الملکت والدین

وقد ایده ما صرح عند ناۃ افضل العلماء
فی نہمانہ و اکمل العرفاء فی اوانہ
زین الملکة والدین ابو بکر

قدیمی کتب غانہ کراچی

۱/۵۳۱

ف، بخاری کے مقام مذکور پر دو حدیثیں منقول ہیں ایک الغاظیہ ہیں دعہ فانہ صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اور دوسری کے الغاظیوں قال اصحاب انه فقیہ۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے دونوں حدیثوں کا اختصار نقل کیا ہے۔ نذیر احمد

ابو بکر الشاذلی نے خواب میں دیکھا کہ شافعی المذهب شخص نے مجلسِ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں عرض کیا کہ ابو یوسف نے استقالہ زکوٰۃ میں حید کو جائز رکھا ہے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، ابو یوسف نے جو تجویز کیا ہے وہ حق ہے یا درست ہے (ت)

التابادی قد رای فی المنام ان شافعی المذهب قال فی مجلس النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان ابا یوسف جو نہ حيلة فی استقاط الزکوٰۃ فقال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان ماجوزة ابو یوسف حق او صدق لہ

سایعًا بعد وجوب منع کا حیله بالاجماع حرام قطعی ہے، یہاں کلام منع و جوب میں ہے یعنی وہ تدبر کرنے کے ابتدا زکوٰۃ واجب ہی نہ ہو۔ امام ابو یوسف فرماتے ہیں اس میں کون سے حکم کی نافرمانی ہوتی، اللہ عن وجل نے سال تمام ہونے پر زکوٰۃ فرض کی جو بعد وجوب ادا نہ کرے بالاجماع عاصی ہے، یہ کہاں فرض کیا ہے کہ اپنے ماں پر سال گزر بھی جانے دو، جس طرح یہ فرض فرمایا ہے کہ جو زاد و راحله و قدرت رکھتا ہو جو کھے یہ کب فرض کیا ہے کہ زاد و راحله واستطاعت کے قابل ماں جمع بھی کرو، یونہی ہرگز واجب کیا مستحب بھی نہیں کہ قدر نصاب ماں جوڑ کے سال بھر کھچھوڑ و تاکہ زکوٰۃ واجب ہو، انہے دین کو تعلیم غل کی طرف منسوب کرنا بدگمانی ہے جو عوام مسلمین پر بھی جائز نہیں، اور حق یہ ہے کہ امام مددوح کا یہ قول بھی اس لیے نہیں کہ لوگ اسے دستاویز بنائے کہ زکوٰۃ سے بچپی، بلکہ وہ وقت ضرورت و حاجت پر محول ہے، مثلاً کسی پر جو فرض ہو گیا تھا ماں چوری ہو گیا، مصارفِ جم و نفقة عمال کے لیے ہزار درم کی ضرورت ہے اس سے کم میں نہ ہو گا محنت و کوشش سے جمع کئے، آج فالہ جانے کو ہے کل سال زکوٰۃ تمام ہو گا، اگر بچپس درہم نکل جائیں گے مصارف میں کمی پڑے گی، یہ ایسا حیله کرے کہ جو فرض سے محروم نہ رہے، یا کوئی شخص اپنے حال کو جانتا ہے کہ زکوٰۃ اس سے ہرگز ہرگز قطعاً نہ دی جائے گی، اُس کا نفس ایسا غالب ہے کہ کسی طرح اس فرض کی ادا پر اصلاً قدرت نہ دے گا یہ اس خیال سے ایسا کرے کہ بعد فرضیت ترک ادا و ارتکاب گناہ سے بچوں تواز قبیل من ایتلى ببلتین اختارا هونههما د جو شخص د مشکلات میں لگھ جائے ان میں سے آسان کو اختیار کرے۔ ت) ہو گا۔ سراجیہ میں ہے:

اذا اراد ان يحتال لامتناع وجوب الزکوٰۃ
جب کوئی امتناع وجوب زکوٰۃ کے لیے حیله کرتا ہے کہ
وہ اس بات سے ڈرتا ہے کہ اگر اس نے زکوٰۃ ادا
نہ کی تو گناہ گار ہو گا، تو اس کے لیے راستہ یہ ہے کہ
سال گزرنے سے پہلے نصاب کسی باعتماد آدمی کے

لما نه خاف ان لا یؤدی فیقمع
ف المأثم فالسبيل ان یهرب
النصاب قبل تمام الحول من یشق به

ویسلمہ الیہ۔ ثم یستوہبہ۔
ویکھو تصریح ہے کہ یہ حیلہ گناہ سے بچنے کے واسطے۔ حیل شرعیہ کا جواز خود قرآن عظیم و احادیث سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت ہے، ایوب علیہ السلام و السلام نے قسم کھاتی تھی کہ اپنی زوجہ مقدسہ کو نشوکڑے ماریں گے، رب العزت عز جلالہ نے فرمایا: السلام نے قسم کھاتی تھی کہ اپنی زوجہ مقدسہ کو نشوکڑے ماریں گے، رب العزت عز جلالہ نے فرمایا: یعنی سوچپھیوں کی ایک جھاڑ و بنکڑ اس سے ایک دفعہ مارلو اور قسم جھوٹی نہ کرو۔

حضرت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک کمزور شخص پر حد لگانے میں اسی حیلہ جیلہ پر عمل فرمایا،

ارشاد ہوا:

شاخما تے خرم کا ایک چھالے کو جس میں سو شاخیں بول اُس سے ایک بار مار دو (اسے امام احمد، ابن ماجہ، ابو داؤد نے اور معاذ بغوی نے شرح السنۃ میں وایت کیا ہے، پہلے دونوں محدثین نے حضرت ابو امیر بن سهل اور انہوں نے سعید بن سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے اور تیرے نے حضرت ابو امیر بن سهل سے انہوں نے ایک انصاری صحابی سے روایت کی ہے، اور چوتھے نے حضرت سعید بن سعد بن عبادہ سے روایت کیا کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں ایک شخص کو لا یا گیا، الحدیث۔ اس حدیث کی سنہ حسن ہے اور اسے رؤیانی نے اپنی سنہ میں نویں روایت کیا کہ سعید بن عثمان نے انہیں

خند واله عثکا لافیہ مائیہ شمارہ ثم اضریۃ به ضربۃ واحدۃ۔ رواۃ احمد وابن ماجۃ وابوداؤد و بمعناہ البغوي فی شرح السنۃ الاولان عن ابی امامۃ بن سہل عن سعید بن سعد بن عبادۃ والثالث عن ابی امامۃ بن سہل عن بعض الصحابة من الانصار والرابع عن سعید بن سعد بن عبادۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اقی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بر جبل، الحدیث هذاحدیث حسن الاستناد و رواۃ الرؤیانی فی مسند فقاً حديثنا محمد بن المثنی نا عثمان بنت عمر نافلیح عن سهل بن سعدات ولیدۃ فی عهد رسول اللہ

لہ فتاویٰ سراجیة کتاب الجیل والخوارج والخوارج منتشر نکشور نکھنہ ص ۳۵۱
لہ القرآن ۲۴/۲۸

لہ شرح السنۃ دارالشکر بیروت ۵/۲۲۲
لہ مسند امام احمد بن حنبل حدیث سعید بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ ۱۰/۳۰۳
لہ شرح السنۃ باب حد المیض حدیث ۲۵۹۱ المکتب الاسلامی بیروت

عثمان بن عمر نے اخیں فیع نے حضرت سهل بن سعد سے بیان کیا کہ ایک لڑکی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طاہری حیات میں زنا سے حاملہ ہو گئی، پوچھا گیا یہ حل کس کا ہے؟ اس نے کہا یہ اس نوٹے کا ہے، پوچھا گیا تو اس نے اعتراف کر لیا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا یہ مکر ور ہے سو کوڑوں کی سزا نہیں جھیل سکتا، لہذا آپ نے سو شاخوں والے خرمائی شاخ سے اسے ایک ضرب لگوائی اسے دیکھا تو اس نے یہی سے مگر معروف ابن سهل سعید بن سعد ہیں، اور ابن ماجہ کی

صلى الله تعالى عليه وسلم حملت من
الزنا، فسئلـت من اجلـك؟ فـقالـت اـجـلـنـي
المـقـعـدـ فـسـئـلـ عـن ذـلـكـ فـاعـتـرـفـ فـقـالـ
الـبـنـيـ صـلـىـ اللهـ تـعـالـىـ عـلـيـهـ وـسـلـمـ أـنـهـ لـضـعـيفـ
عـنـ الـجـدـ فـأـمـرـ بـمـائـةـ عـشـكـوـلـ فـضـرـبـهـ بـهـاـ
ضـرـبـةـ وـاحـدـةـ أـهـ هـكـذـاـ وـقـعـ فـيـمـاـ رـأـيـتـ
أـنـمـاـ الـمـعـرـوفـ اـبـنـ سـهـلـ سـعـيدـ بـنـ سـعـدـ
وـفـيـ أـخـرـىـ لـابـنـ مـاجـهـ عـنـ اـبـنـ سـهـلـ عـنـ
سـعـدـ بـنـ عـبـادـةـ - وـالـلـهـ تـعـالـىـ اـعـلـمـ .

دوسرا روایت میں ابن سہل نے حضرت سعد بن عبادہ سے بیان کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے (ت) خود صحیح بخاری شریف بلکہ صحیحین میں حضرت ابوسعید و حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک صاحب کو خبر پر عامل بننا کر بھیجا، وہ سعدہ خرم دہاں سے لاتے، فرمایا: کیا خیر کے سب خرمے ایسے ہی ہیں؟ عرض کی، نہیں یا رسول اللہ! و اللہ کہ ہم چھ سیر خرموں کے بدلتے یہ خرمے تین سیر، اور نو سیر دے کر اس کے چھ سیر خرمے خردیتے ہیں۔ فرمایا:

لاتفاق بالدرهم ثم ابتع بالدرهم جنباً -
ایسانہ کر و بلکہ ناقص یا پچھلی خرے پہلے روپوں
کے عوض یا کچھ ان روپوں سے یہ عمدہ خرے
خریدو۔

اور ہر موزوں کے بارے میں یہی حکم فرمایا، نیز صاحبین میں ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ برلنی چھوہارے کہ عمدہ قسم ہیں خدمت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر لائے، فرمایا : یہ کہاں سے آئے ہیں ؟ عرض کی : ہمارے پاس ناقص چھوہارے تھے ان کے چھسیردے کو یہ تین سیر لیے، فرمایا :

اُف خاص سُود ہے ایسا نہ کرو، یاں جب پردا

أَوْهُ عِيْنَ الرَّبِّ بِالْتَّفَعْلِ ذَلِكُ وَلَكِنْ

اذا اسدت ان تشری فیم التمر ببیع آخر
چاہو تو اپنے چھوہارے اور چیزیں سے پہلے بیچ کر چھراس
شہ اشتہر بہلے سے اچھے چھوہارے ہوں لے لو۔

یہ شرعی جیلنہیں تو اور کیا ہیں ، باب حیل واسع ہے ، اگر کلام کو وسعت دی جائے تطویل لازم آتے۔
اہل انصاف کو اسی قدر بس ہے ، پھر جب اللہ و رسول اجازت دی تعلیمیں فرمائیں تو ابو یوسف پر کیا الزام آسکتا ہے
ہاں ہمارے امام عظیم و امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے یہ خیال فرمایا کہ کہیں اس کی تجویز عوام کے لیے مقصدہ شفیع کا دروازہ
کھوئے ، لہذا امانعت فرمادی ، اور ائمہ فتویٰ نے اسی منع ہی پر فتویٰ دیا ، امام بخاری بھی اگر امام محمد کا ساتھ دیں اور یہ
قول امام ابی یوسف پسند نہ کریں تو امام ابی یوسف کی شان جلیل کو کیا نقسان ، وہ کون سماجتہد ہے جس کے بعض
اقوال دوسروں کو مرضی نہ ہوتے ، یہ رد و قبول تو زمانہ صحابہ کو امام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بلا نکیر رائج و معمول ہے
ز بخاری کے اقوال مذکورہ میں کوئی کلمہ سخت نفرت کا ہے اُن سے صرف اتنا نکلتا ہے کہ یہ قول انھیں مختار نہیں ،
اور ہر بھی تو ان کی نفرت امام مجتہد کو کیا ضرر دے سکتی ہے ، خصوصاً ائمہ حقیقیہ لا سیما امام الاممہ امام علم رضی اللہ تعالیٰ
عنہ و عنہم کہ امام بخاری کے امام و متبوع سیدنا امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کی نسبت شہادت دیتے ہیں کہ تمام مجتہدین
امام ابوحنینیہ کے بال بچے ہیں حفظ حدیث و نقد رجال و تفیع صحت و ضعف روایات میں امام بخاری کا اپنے زمانے میں
پایہ رفیع والا صاحب رتبہ بala ، مقبول معاصرین و مقدمتے متأخرین ہونا مسلم۔ کتب حدیث میں ان کی کتاب بشیک
نہایت چیزہ و انتخاب جس کے تعلیمات و متابعات و شواہد کو چھوڑ کر اصول مسانید پر نظر کیجئے تو ان میں گنجائش کلام تقریباً
شاید ایسی ہی ملے جیسے مسائل ثانیہ امام عظیم میں ، اور یہ بھی بحدا شریح خفیہ و شاگردان ابوحنینیہ و شاگردان شاگردان ابوحنینیہ
مثل امام عبد اللہ بن المبارک و امام حبیبی بن سعیدقطان و امام فضیل بن عیاض و امام مسعود بن حرام و امام دکیع الجراح
و امام لیث بن سعد و امام معلی بن منصور رازی و امام حبیبی بن معین وغیرہم ائمہ دین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کا فیض عطا کر
امام بخاری نے اُن کے شاگردوں سے علم حاصل کیا اور اُن کے قدم پر قدم رکھا اور خود امام بخاری کے استاذ احسان
امام احمد بن حنبل امام شافعی کے شاگردوں میں وہ امام محمد کے وہ امام ابو یوسف کے وہ امام ابوحنینیہ کے رضی اللہ تعالیٰ
عنہم اجمعین ، ملکہ یہ کاراہم ایسا نہ تھا کہ امام بخاری اس میں ہمدرن مستغرق ہو کر دوسرے کارا جل و اعظم یعنی فقہ ،
و اجتہاد کی بھی فرصت پاتے ، اللہ عز وجل نے انھیں خدمت الفاظ کریمہ کے لیے بنایا تھا خدمت معاشری ائمہ مجتہدین
خصوصاً امام الاممہ ابوحنینیہ کا حصہ تھا - محدث و مجتہد کی نسبت عطار و طبیب کی مثل ہے ، عطار دو اشنا س ہے
اُس کی دکان عمدہ دواؤں سے مالا مال ہے مگر تشخیصِ مرض و معرفتِ علاج و طریقِ استعمال طبیب کا کام ہے

عطار کامل اگر طبیب حاذق کے مدارک عالیہ تک نہ پہنچے معدود ہے خصوصاً ملک اطباءَ حذاق امام ائمہ آفاق جو ثریا سے علم لے آیا جس کی وقت مقاصد کو اکابر ائمہ نے نہ پایا، بھلا امام بنجاري تو نہ تابعین سے ہیں نہ تبع تابعین سے، امام اعظم کے پانچویں درجے میں جا کر شاگرد ہیں، خود حضرت امام اجل سلیمان عمش کہ اجلہ تابعین و امام ائمہ محدثین سے ہیں حضرت سیدنا انس بن مالک النصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ خادم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے شاگرد اور ہمارے امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے استاد، ان سے کچھ مسائل کسی نے پوچھے اس وقت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی وہاں تشریف فرمائتھے امام عمش نے ہمارے امام سے فتویٰ لیا، ہمارے امام نے سب مسائل کا فوراً جواب دیا، عمش نے کہا یہ جواب آپ نے کہا سے پیدا کیے؟ فرمایا ان حدیثوں جو میں نے خود آپ سے سنیں اور وہ احادیث مع اسناد پڑھ کر بتا دیں، امام عمش نے کہا:

يعنى ليس كجع ميں نے جو حدیثیں سوون میں بیان کیں
حسبک ماحدثتك به في مايئه يوم تحدشني
آپ نے گھڑی بھر میں مجھے سنادیں، مجھے معلوم نہ تھا
بہ فی ساعۃ واحدۃ، ما علیت انک ت عمل
کہ آپ احادیث میں یہ کام کرتے ہیں اے مجتهد ا تم
بہذہ الاحادیث کیا معاشر الفقهاء انتم
الاطباء، و نحن الصیادلة وانت ایہا
الرجل بکلا الطرفین۔

یہ روایت امام ابن حجر مکھی شافعیہ وغیرہ ائمہ شافعیہ وغیرہ نے اپنی تصانیف خیرات الحسان وغیرہ میں بیان فرمائی، یہ توبیہ خود ان سے بد رچھا اجل واعظم ان کے استاذ اکرم واقدم امام عامر شعبی جنہوں نے پانسو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو پایا حضرت امیر المؤمنین مولیٰ علیٰ و سعد بن ابی و قاص و سعید بن زید و ابوہریرہ و اس بن مالک و عبد اللہ بن عمر و عبد اللہ بن عباس و عبد اللہ بن زبیر و عمران بن حصین و جریر بن عبد اللہ وغیرہ بن شعبہ و عدنی بن حاتم و امام حسن و امام حسین وغیرہم بکثرت اصحاب کرام رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے شاگرد اور ہمارے امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے استاذ جن کا پایہ رفیع حديث میں ایسا تھا کہ فرماتے ہیں میں سال گزرے ہیں کسی محدث سے کوئی حدیث میرے کا نہ تک ایسی نہیں پہنچی جس کا علم مجھے اس محدث سے زائد نہ ہو۔ ایسے مقام والامقام با آن جلالت شان فرماتے ہیں:

انا سنا بالفقهاء ولكننا سمعنا الحديث
ہم لوگ فقیہ و مجتهد نہیں ہم نے تو حدیثیں سُن کر فقیہوں
فر وینا للفقهاء من اذ ا

لہ الخیرات الحسان الفصل الثالثون فی سنته فی الحدیث
ایک ایم سعید بھپنی کراچی ص ۳۴۱

علم عمل نقلہ النین فی تذکرۃ الحفاظ۔ (اے شیخ زین نے تذکرۃ الحفاظ کا رواتی کریں گے۔ اسے شیخ زین نے تذکرۃ الحفاظ میں نقل کیا ہے۔ ت)

کاش امام اجل سیدنا امام بخاری علیہ رحمۃ الباری اگر فرصت پاتے اور زیادہ نہیں دس بارہ ہی بس امام حفص بخاری وغیرہ ائمۃ حنفیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ سے فقة حاصل فرماتے تو امام ابوحنیفہ کے اقوال شرفیہ کی جلالت شان و عظمت مکان سے آگاہ ہو جاتے، امام ابو جعفر طحاوی حنفی کی طرح ائمۃ محدثین و ائمۃ فقہاء دنلوں کے شمار میں یکساں آتے، محققیم از جو حصے ہے

ہر کسے را بہر کارے ساختند
میل او اندر دلش اذاختند

(جس کو کسی کام کے لیے تیار کرنا ہوتا ہے اس کام کی محبت اس کے دل میں ڈال دیتے ہیں) اور انصافاً یہ تمنا بھی عبیث ہے، امام بخاری ایسے ہوتے تو امام بخاری ہی نہ ہوتے، ان ظاہرینوں کے یہاں وہ بھی ائمۃ حنفیہ کی طرح مع Cobb و میوب قرار پاتے فالی اللہ المشتكی و علیہ التکان (اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہی درخواست ہے اور اسی پر بھروسہ ہے۔ ت)

باقیہ ہم اہل حق کے نزدیک حضرت امام بخاری کو حضور پُر نور امام اعظم سے وہی نسبت ہے جو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور پُر نور امیر المؤمنین مولیٰ المسلمين سیدنا و مولانا علی المرتضی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسنی سے کر فرقِ مراتب بے شمار اور حق بدست چید رکار، مگر معاویہ بھی ہمارے سردار، طعن اُن پر بھی کار بخار، جو معاویہ کی حایت میں عیاذ باللہ اس اللہ کے سبقت و اولیت و عظمت و اکملیت سے آنکھوں پھیر لے وہ ناصبی زیدی، اور جو علی کی محبت میں معاویہ کی صحابیت و نسبت بارگاہ حضرت رسالت بھلا دے وہ شیعی زیدی، یہی روشن آداب بحمد اللہ تعالیٰ ہم اہل توسط واعتناء کو ہر چکہ ملحوظ رہتی ہے یہی نسبت ہمارے نزدیک امام ابن الجوزی کو حضور سیدنا غوث اعظم اور مولانا علی قاری کو حضرت خاتم ولایت محمدیہ شیخ اکبر سے ہے، نہ ہم بخاری و ابن جوزی و علی قاری کے اعتراضوں سے شان رفیع امام اعظم و غوث اعظم و شیخ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر کچھ اثر سمجھیں نہ ان حضرات سے کہ بوجہ خطا فی النہم مفترض ہوئے اُبھیں، ہم جانتے ہیں کہ ان کا منشاء اعتراض بھی نفسانیت نہ تھا بلکہ اُن اکابر محبوبان خدا کے مدارک عالیہ تک درس اور اُن نہ پہنچنا لاجرم اعتراض باطل اور مفترض معذور ہا اور مفترض علیم کی شان ارفع و اقدس، والحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المسلمين

لہ تذکرۃ الحفاظ ترجمہ، الشعی علامۃ التابعین دائرۃ المعارف النظاہمیہ حیدر آباد دکن ۱/۹

محمد وآلہ وصحبہ و اولیائہ و علمائہ و اہلہ و حزبہ اجمعین، امین، و اللہ تعالیٰ اعلم
و علمہ جملہ مجددۃ اتم و احکم۔

منتَحَلَه از مرزا پور بِنگلہ نابالغ مرسلہ شجاعت حسین بیگ صاحب بریلوی

بنظر اشرف عالم المعنی فاضل لوزعی مجدد مائتہ حاضرہ جانب مفتی صاحب زاد اللہ فیوضہ، بعد سلام مسنون
گزارش ہے مجھ پر عرصہ سے قرض تھا یک رمضان ۱۳۴۰ھ کو اپنی دکان بیع کر کے قرضہ دے دیا، بے حد و
بے شمار شکر ہے کہ اس نے مجھے اس باعظیم سے اپنے فضل و کرم سے سبکدوش فرمایا، بعد اداۓ کل قرضہ
دو ہزار دو سو پچانوے زائد علی الاحتیاج باقی رہے، دوسری ماہ مبارک کو باشال رب عن جل قبل گزرنے
حوالاً حول کے اعماق للعہ روپے علیحدہ کردے ہے باقی رہے اُن اعماق للعہ روپے کی زکوٰۃ بحکم
شریعت مطہرہ ہے ہوتے بقیہ ہے میں ایک کا اضافہ کر کے ہے بہنیت زکوٰۃ علیحدہ کردے، یہ طریقہ
بحکم شریعت مطہرہ صحیح ہوا یا نہیں؟ ۲۳ رمضان تک میں بریلوی رہا جب تک زیر زکوٰۃ طلباء و فقراء کو دیتا رہا
میں باقی تھے کہ مجھے بعزو روت ۲ کو مرزا پور آنا پڑا، اب یہاں یہ بقیہ اہل حاجت کو دیا جائے تو غلافِ حکم شرعی تو
نہ ہوگا؟ میرے ایک سالے ہیں جو کڑہ میران پور ضلع تہر میں منسوب ہیں قلیل آمدی ہے اور کثیر اولاد ہیں اگر ان کو کچھ
بھیجا جائے تو صلدہ رحم بھی ہو گا مگر یہ ارشاد ہو کہ جس قدر ان کو بذریعہ ڈاک روانہ کیا جائے، مثلاً پانچ روپے بھیجے
اور ڈاک کی فیس ایک آنڈا و آنے ہوتی تو یہ پیسے انھیں صہ سے دے جائیں یا علیحدہ اپنے پاس سے۔

الجواب

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ، جس دن تاریخ وقت پر آدمی صاحبِ نصاب ہو اجب تک نصاب ہے
وہی دن تاریخ وقت جب آتے گا اُسی منتھ حوالاً حول ہو گا اس نیچے میں جو اور روپیہ ملے گا اُسے بھی اسی سال
میں شامل کر لیا جائے گا اور اسی حوالاً کو اُس کا حوالاً مانا جائے گا اگرچہ اسے ملے ہوئے ابھی ایک ہی منتھ ہوا،
حوالاً حول کے بعد اداۓ زکوٰۃ میں اصلًا تاخیر جائز نہیں، جتنی دیر لگائے گا گنہ کار ہو گا، ہاں پیشگی دینے میں
اختیار ہے کہ بتدریج دیتا رہے سال تمام پر حساب کرے اس وقت جو اجب نکلے اگر پورا دے چکا بہتر، اور
کم گیا ہے تو باقی فرما دے، اور زیادہ پہنچ گیا تو اُسے آئندہ سال میں مجرماً۔ آپ پر حوالاً حول جس دن تاریخ
وقت پر ہوتا ہوا سے اس نیچے میں جو یہ روپے ملے سب زکوٰۃ میں شامل کیے جائیں گے وہ چھپن بھی جو بہنیت زکوٰۃ
علیحدہ رکھے اور ان سب کو ملا کر بے لین گے، ہاں اسے پہلے نصاب نہ ہوتا تو جس وقت یہ روپے ملے اُسی وقت
سے شروع سال لیتے اور اس وقت آپ نے ہے ادا کیے یا بیش و کم کا اعتبار نہ ہوتا سال تمام پر دیکھیے کہ کیا
باقی ہے اُتنے کی زکوٰۃ کا مطالبه ہوتا وہ مطالبه ہے نکلتا یا بیش و کم، بقیہ زکوٰۃ وہاں کے مساکین کو دیجئے